تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

| Allama Iqbal Open University<br>Solved Assignments Spring 2026 | |
|---|---|
| Course Code: | 201 Code |
| Course Name: | اسلامیات |
| Class: | Matric |
| Total Credit Hours | 6 |
| Total Assignments | 4 |

گھر بیٹھے حل شدہ مشقیں، گیس پیپرز، کتابیں اور خلاصے حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں واٹس ایپ نمبر:03036940016

نوٹ: ہم طلبہ کے لیے جامع اور معیاری تعلیمی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ ہماری خدمات میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز، سابقہ پرچے، تازہ ملازمتوں کی معلومات، آن لائن سی وی تیار کرنا، ملازمت کے لیے درخواست دینا، یونیورسٹی داخلوں میں رہنمائی اور درخواست جمع کروانا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی سے متعلق طلبہ کے ہر قسم کے تعلیمی اور رہنمائی کے کام میں مکمل تعاون فراہم کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ کو ایک ہی جگہ پر تمام ضروری سہولیات میسر آسکیں۔

Whatsapp Group

واٹس ایپ گروپ جوائن کرنے کے لیے سامنے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔

Join Our WhatsApp Channel JOIN NOW

واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے سامنے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

# Assignment 1

## سوال نمبر 1: توحید فی الذات سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت عقلی دلائل سے کریں۔

**تفصیلی جواب:**

**تعارف:**

توحید فی الذات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا اور یکتا ہے، اس کی ذات کا کوئی شریک نہیں۔ وہ نہ پیدا ہوا اور نہ کسی سے پیدا کیا گیا۔ وہ ازلی اور ابدی ہے۔ اس کی ذات کوئی مشابہت نہیں رکھتی۔ یہ عقیدہ اسلام کی بنیاد ہے۔

**توحید فی الذات کی تعریف:**

توحید فی الذات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی تمام صفات اور کمالات کے ساتھ یکتا ہے۔ وہ واحد ہے، کوئی دوسرا اس کی طرح نہیں۔ قرآن میں ہے:

"**قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ**" (الاخلاص: 1)

اور "**لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ**" (الشوریٰ: 11)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات نہ کسی کی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

**عقلی دلائل (منطقی اور علمی ثبوت):**

**1. دلیلِ امکان (امکان اور وجوب کا تصور):**

ہر چیز جو وجود میں آئی ہے، اسے کسی اور کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ کہیں نہ کہیں رکنا چاہیے۔ اگر دو خالق ہوتے تو عالم میں بے ترتیبی ہوتی۔ عقلاً یہ ناممکن ہے کہ دو کامل قوتیں ایک ساتھ دنیا کو چلائیں۔ جیسے دو بادشاہ ایک ہی ملک میں نہیں چل سکتے، اسی طرح دو خالق نہیں ہو سکتے۔

**2. دلیلِ نظم (انتظام اور توازن):**

کائنات میں ہر چیز ایک بے مثال توازن میں ہے۔ سورج، چاند، ستارے، موسم، پانی کا چکر، انسانی جسم کا نظام — سب ایک ہی قانون کے تحت چل رہے ہیں۔ یہ نظم بغیر ایک ہی ذی علم اور ذی قدرت ہستی کے ممکن نہیں۔ اگر دو خالق ہوتے تو ان کے ارادوں میں اختلاف ہوتا اور کائنات تباہ ہو جاتی۔

**3. دلیلِ اتحاد (وحدت کی ضرورت):**

ہر چیز کی ایک جڑ ہوتی ہے۔ ہر مخلوق کی ایک origine ہوتی ہے۔ اگر اللہ کی ذات میں بھی شرک ہوتا تو اللہ بھی دوسروں پر محتاج ہوتا، جو کہ اس کی خدائی کے منافی ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ واجب الوجود ہے، یعنی اس کا وجود خود سے ہے، کسی سے حاصل نہیں۔ دوسری تمام چیزیں ممکنۃ الوجود ہیں، یعنی انہیں وجود میں لانے والا چاہیے۔ یہ سلسلہ ایک واجب الوجود پر ختم ہوتا ہے۔

**4. دلیلِ تسلسل (عدمِ تسلسل):**

اگر ہر چیز کو اپنے سے پہلے کسی کی ضرورت ہو تو یہ سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا، جس کا کوئی آغاز نہ ہو۔ یہ عقلاً ناممکن ہے کہ اسباب کا سلسلہ بغیر کسی اولین سبب کے چلتا رہے۔ ضروری ہے کہ ایک ایسی ہستی ہو جو خود سے ہو اور سب کی محتاج نہ ہو — وہی اللہ ہے۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

**5.دلیل فطرت (انسانی جبلت):**

انسان فطری طور پر ایک ہی خالق کو مانتا ہے۔ تمام انبیاء نے توحید کی دعوت دی۔ مشرک بھی شدید مشکل میں صرف ایک اللہ کو پکارتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے:

"وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ" (الاسراء:67)

**نتیجہ:**

توحید فی الذات عقلی اور فطری طور پر ثابت ہے۔ ایک سے زیادہ خالق کا تصور منطق، نظم اور تسلسل کے خلاف ہے۔ لہٰذا اللہ کی ذات یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

---

## سوال نمبر2: اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک کرنے (شرک فی الصفات) کی مختلف صورتیں تفصیل سے لکھیں۔

**تفصیلی جواب:**

**تعارف:**

شرک فی الصفات کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً یہ کہنا کہ فلاں شخص غیب جانتا ہے، یا اسے نقصان و نفع پہنچانے کا اختیار ہے، یا وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ یہ شرک اکبر ہے جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

**شرک فی الصفات کی مختلف صورتیں:**

**1.علم غیب میں شرک:**

یقین رکھنا کہ کوئی پیغمبر، ولی، جن، فرشتہ یا ستارہ غیب کی باتیں جانتا ہے۔ حالانکہ قرآن فرماتا ہے:

"وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ" (الانعام:59)

صرف اللہ غیب کا علم رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی نہیں جانتے تھے کہ کل کیا ہوگا جب تک اللہ نہ بتائے۔ مثال: منجم، فال نکالنے والے، جادوگر — یہ سب شرک فی الصفات میں مبتلا ہیں۔

**2.تصرف کائنات میں شرک:**

یہ عقیدہ کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا کائنات میں تصرف کر سکتا ہے، بارش برسا سکتا ہے، رزق دے سکتا ہے، شفا دے سکتا ہے، یا اولاد دے سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

"أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ" (النمل:62)

بے شک اللہ ہی بے بس کو پکارنے پر جواب دیتا ہے۔ اگر کوئی کسی پیغمبر یا ولی سے یہ کہے کہ "مجھے رزق دو" یا "میری بیماری دور کرو" تو وہ شرک کرتا ہے۔

**3.عبادت کی صفات میں شرک (حقیقی معبودیت کا شرک):**

صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے۔ رکوع، سجدہ، نذر، نیاز، دعا، استغاثہ، توکل — سب صرف اللہ کے لیے ہیں۔ کسی قبر پر سجدہ کرنا، کسی کی نذر ماننا، یا یہ کہنا "یا علی مدد" — یہ سب شرک فی العبادت ہے، جو کہ شرک فی الصفات کی ایک شکل ہے۔

**4.شفاعت کا اختیار اللہ کے سمجھنا (غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنا):**

شفاعت کا حقیقی اختیار صرف اللہ کو ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

"لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا" (مریم:87)

یہ کہنا کہ فلاں بزرگ قبر میں بیٹھ کر شفاعت کر سکتا ہے، اور ان سے شفاعت کی دعا کرنا—شرک ہے۔ شفاعت صرف اللہ کے اذن سے ہوگی، اور اذن بھی اللہ ہی دیتا ہے۔

**5.صفاتِ فعل میں شرک (ربوبیت کے افعال):**

ربوبیت کے افعال جیسے پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا، جینا، عزت و ذلت دینا—یہ سب صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ کوئی پیغمبر یا ولی بھی یہ کام کر سکتا ہے (خواہ اللہ کے اذن سے) تو یہ بھی شرک کی ایک صورت ہے۔ یہی عقیدہ مسیحیوں کا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا—حالانکہ وہ اللہ کے اذن سے تھا، لیکن مسیحیوں نے ان کو الٰہ بنالیا۔

**6.اسماء و صفات میں تشبیہ و تمثیل (تکفیر):**

اللہ کے لیے کسی مخلوق جیسی صفت ثابت کرنا بھی شرک میں داخل ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ کا ہاتھ انسان کے ہاتھ جیسا ہے، یا وہ تخت پر بیٹھتا ہے جیسے بادشاہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ — "اس کی کوئی مشابہت نہیں۔ اس لیے حقیقی صفات ثابت کرنا (جیسے ید، وجہ، عرش پر استواء) بغیر کیفیت کے جائز ہے، لیکن تشبیہ دینا گمراہی ہے۔

**7.غیر اللہ کی قسم کو اللہ کی قسم کے برابر سمجھنا:**

بعض لوگ غیر اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں (مثلاً "قبر کی قسم"، "رسول کی قسم") اور اسے اللہ کی قسم جیسا معتبر سمجھتے ہیں، یا غیر اللہ کے نام پر نذر مانی جاتی ہے۔ یہ بھی شرک فی الصفات ہے کیونکہ قسم کھانے کی صفت اللہ ہی کے لیے کامل طور پر ہے، اور اس کے سوا کسی دوسرے کی قسم اٹھانا جائز نہیں سوائے اللہ کی صفات (قرآن، کعبہ) کے، اور وہ بھی بطور تعظیم، نہ کہ عبادت۔

**8.غیر اللہ سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا عقیدہ:**

یہ کہنا کہ "اگر فلاں بزرگ نہ ہوتے تو میرا کام نہ بنتا" یا ان سے براہ راست مدد مانگنا—یہ انہیں ربوبیت میں شریک کرنا ہے۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے:
"فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ" (غافر:14)

**نتیجہ:**

شرک فی الصفات انتہائی خطرناک ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی تمام صفات کو اسی کے ساتھ خاص رکھے، کسی مخلوق کو ان میں شریک نہ کرے۔ ہر قدرت، ہر علم، ہر اختیار مطلق طور پر اللہ ہی کو ہے۔

---

## سوال نمبر 3: "رسالت ایک وہبی منصب ہے، کسبی نہیں"۔ اس جملے کی تفصیل سے تشریح کریں۔

**تفصیلی جواب:**

**تعارف:**

رسالت (نبوت) اللہ کا عطا کردہ ایک بہت بڑا منصب ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جسے کوئی انسان اپنی ریاضت، عبادت، تعلیم یا کوشش سے حاصل کر سکے۔ بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا پیغمبر بنالیتا ہے۔ یہی "وہبی" (عطیہ) کا مطلب ہے۔ "کسبی" کا مطلب ہے محنت اور ذاتی کوشش سے حاصل کرنا۔

**قرآنی دلائل:**

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

1. اللہ فرماتا ہے:

"اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ" (الانعام:124)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ رسالت اللہ کی مشیت اور علم پر مبنی ہے، نہ کہ کسی کی طلب یا اہلیت پر۔

2. "وَرَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخۡتَارُ" (القصص:68)

اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (رسالت کے لیے) چن لیتا ہے۔ چننے کا اختیار اللہ کو ہے، لوگوں کو نہیں۔

3. جب مشرکین نے کہا کہ کوئی بڑا آدمی کیوں نہیں بنا، تو اللہ نے فرمایا:

"اَهُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ" (الزخرف:32)

کیا یہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ یعنی نبوت اللہ کی رحمت ہے، اس کا تقسیم کرنے والا اللہ ہے۔

**وہبی اور کسبی میں فرق:**

| کسبی (ذاتی حاصل کردہ) | وہبی (عطیہ) |
|---|---|
| انسان اپنی محنت سے حاصل کرتا ہے | اللہ بلا کسی سبب عطا فرماتا ہے |
| علم، ہنر، دولت، عہدہ | نبوت، رسالت، وحی |
| کوئی ڈاکٹر محنت سے ڈاکٹر بنتا ہے | کوئی پیغمبر اپنی طاقت سے نبی نہیں بنا |
| کوئی بھی کوشش کرکے حاصل کر سکتا ہے | اللہ جسے چاہے منتخب کرلے |

**مخالف عقائد کا رد:**

- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نبوت ایک "فیض" ہے جو ریاضت سے حاصل ہوتا ہے (جیسے صوفیاء کی بعض غلط تعلیمات)۔ یہ سراسر باطل ہے۔
- بعض کا کہنا ہے کہ اگر کوئی کامل ریاضت کرلے تو وہ "قطب" یا "غوث" بن سکتا ہے اور اس پر وحی آسکتی ہے۔ یہ کفر ہے۔
- قادیانیوں نے نبوت کے دروازے کو کھلا رکھا ہے اور اپنے آپ کو نبی کہلوایا — یہ صریح کفر ہے۔

## عقلی دلیل:

اگر نبوت کسبی ہوتی تو ہر عابد و زاہد نبی بن جاتا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں بہت سے تھے جو نبی نہ تھے حالانکہ وہ بہت عبادت گزار تھے۔ اگر محنت ہی نبوت دلاتی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نبی بن جاتے، جبکہ وہ نہیں بنے، بلکہ اللہ نے محمد ﷺ کو چنا۔

**رسول اللہ ﷺ کا اسوہ:**

آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: "میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے" (بخاری)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کوئی الگ عمل کرکے نبوت حاصل نہیں کی، بلکہ اللہ نے عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے اپنی نبوت کو وہبی ہی قرار دیا۔

## نتیجہ:

رسالت کا منصب صرف اللہ کی طرف سے عطیہ ہے، اسے کوئی کسب و کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبوت کسبی ہے، وہ دراصل کفر اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس عقیدے کی حفاظت کریں کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں، اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

---

## سوال نمبر 4: انبیاء کرام کی عصمت (گناہوں سے پاک ہونا) کیوں ضروری ہے؟ مدلل جواب دیں۔

**تفصیلی جواب:**

**تعریف عصمت:**

عصمت اللہ کی طرف سے انبیاء کو عطا کردہ ایک ایسی خاصیت ہے جس سے وہ گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے پاس گناہ کرنے کی طاقت نہیں، بلکہ اللہ ان کے دل اور نفس کو ایسا بنا دیتا ہے کہ وہ گناہ سے کنارہ کشی اختیار کریں۔

**عصمت کی ضرورت کی وجوہات:**

**1. لوگوں کا ان پر اعتماد: (حجتِ الٰہی)**

انبیاء اللہ کی طرف سے لوگوں کے لیے حجت ہیں۔ اگر وہ خود گناہ کرتے تو لوگ ان کی بات کیوں مانیں؟ کہتے کہ تم خود تو گناہ کرتے ہو، ہمیں کیوں روکتے ہو؟ قرآن فرماتا ہے:

"وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ" (النساء: 64)

اطاعت کے قابل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ معصوم ہوں۔

**2. دین کی تبلیغ میں امانت: (تبلیغِ رسالت)**

انبیاء اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اگر وہ غلطی کر جائیں تو وحی میں کمی و بیشی کا خطرہ ہے۔ اللہ نے انہیں معصوم بنا کر بھیجا تا کہ دین محفوظ رہے۔ آیت:

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (الحجر: 9) — اللہ نے قرآن کو محفوظ کیا، اور اس کے نازل کرنے والے بھی معصوم تھے۔

**3. قدوہ اور اسوہ حسنہ ہونا: (اتباع کا تقاضا)**

انبیاء لوگوں کے لیے نمونہ ہیں۔ اگر وہ گناہ کرتے تو لوگ بھی ان کی پیروی میں گناہ کرنے لگتے۔ قرآن نے نبی ﷺ کو "اسوہ حسنہ" قرار دیا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب: 21)

یہ اسوہ حسنہ صرف اس صورت میں ہے جب وہ ہر کام میں بہترین ہوں۔

**4. گناہوں سے نفرت کا جذبہ: (تزکیہ نفس)**

انبیاء دوسروں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ اگر وہ خود گناہ گار ہوتے تو ان کی وعظ کا اثر نہ ہوتا۔ مثال: اگر کوئی ڈاکٹر خود بیمار ہو تو مریض اس پر اعتماد نہیں کرتا۔

**5. عقلی دلیل: (قبحِ تناقض)**

اگر نبی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ یا تو جان بوجھ کر گناہ کر رہا ہے (جو کہ نبی کے شایانِ شان نہیں) یا بھول کر (جو کہ اس کی تبلیغ میں خلل ڈالے گا)۔ بہر صورت لوگ اس سے بدگمان ہو جائیں گے۔ لہٰذا حکمت الٰہی کا تقاضا ہے کہ انبیاء معصوم ہوں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

**عصمت کی حد: (چھوٹی خطائیں)**

اہل سنت والجماعت کے مطابق انبیاء کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں، اور صغیرہ گناہ بھی عمداً نہیں کر سکتے، البتہ بھول چوک (خطا جس پر اللہ نے مطلع کر دیا اور توبہ کرائی) ممکن ہے، جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا درخت سے کھانا (ترک اولیٰ، نہ کہ گناہ کبیرہ)۔ لیکن ان خطاؤں پر بھی انہیں توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔ اس طرح ان کا مقام بلند ہی رہتا ہے۔

**مخالفین کا اعتراض اور جواب:**

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں حضرت موسیٰ نے قتل کیا (القیصر) اور حضرت یونس علیہ السلام نے قوم چھوڑ دی۔ جواب: یہ گناہ نہیں بلکہ خطائیں تھیں جو شریعت سے پہلے تھیں (نبی ہونے سے پہلے) یا اجتہادی تھیں۔ اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔ اس سے عصمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

**آیاتِ عصمت:**

- "**وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ**" (النجم: 3)—نبی ﷺ خواہش سے نہیں بولتے۔
- "**إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ**" (ص: 46)—ہم نے انہیں آخرت کی یاد کے ساتھ خالص کر دیا۔

**نتیجہ:**

انبیاء کا معصوم ہونا عقلی، قرآنی اور عملی لحاظ سے ضروری ہے، ورنہ دین کی تبلیغ، لوگوں کا اعتماد، اور اتباع کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء گناہوں سے پاک ہیں۔

---

## سوال نمبر 5: آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ سابقہ کتابوں اور قرآن میں فرق واضح کریں۔

**تفصیلی جواب:**

**حصہ اول: آسمانی کتابوں پر ایمان کا مطلب**

آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ ہم یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مختلف انبیاء پر مختلف زمانوں میں اپنی ہدایت پر مشتمل کتب نازل فرمائیں، اور یہ کتب حق ہیں، ان میں کوئی کمی و بیشی نہیں تھی (اصل میں)۔ ہم ان کے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان کے احکامات کی تعظیم کرتے ہیں۔

**چار بڑی آسمانی کتابیں:**

1. **تورات** —حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
2. **زبور** —حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
3. **انجیل** —حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
4. **قرآن مجید** —حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔

اس کے علاوہ صحف (چھوٹے صحیفے) بھی نازل ہوئے جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے صحف۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

**ایمان لانے کے اجزاء:**

- یقین کرنا کہ یہ کتب اللہ کی طرف سے حق ہیں۔
- ان میں نازل شدہ احکامات کو ان کے وقت میں ماننا (سوائے قرآن کے جو ہمیشہ کے لیے ہے)۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن ان تمام سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور ان پر حاکم ہے۔
- موجودہ بائبل اور تورات میں جو تحریف ہو چکی ہے اس کا عقیدہ رکھنا کہ اصل کتاب نہیں رہی۔

**حصہ دوم: سابقہ کتابوں اور قرآن میں فرق**

| پہلو | سابقہ کتب (تورات، زبور، انجیل) | قرآن مجید |
|---|---|---|
| زمانہ | اپنے وقت کے لیے نازل ہوئیں، محدود مدت کے لیے | آخری کتاب، قیامت تک کے لیے |
| تحریف | ان میں تحریف ہو چکی ہے، اصل موجود نہیں | اللہ نے خود اپنی حفاظت کا ذمہ لیا، تحریف سے محفوظ |
| عمومیت | مخصوص قوموں (بنی اسرائیل) کے لیے تھیں | تمام انسانوں اور جنات کے لیے |
| احکام | اپنے وقت کے مطابق تھے (بعض سخت احکام جیسے قتل کے بدلے میں قتل) | مکمل اور نرم احکام، ہر دور کے لیے موزوں |
| معجزات | کتب خود معجزہ نہ تھیں، انبیاء کے ساتھ معجزات تھے | قرآن خود ایک بڑا معجزہ ہے (فصاحت، بلاغت، علمی حقائق، پیش گوئیاں) |
| نسخ | بعد کی کتاب نے پہلے کے بعض احکام منسوخ کر دیے (جیسے انجیل نے تورات کے بعض احکام) | قرآن نے تمام پچھلے احکام کو منسوخ کر دیا، اب صرف قرآن پر عمل ہو گا |
| وسعت | ان میں مختصر احکام تھے، زیادہ تر قصص و مواعظ | ہر پہلو پر مکمل رہنمائی (عبادات، معاملات، سیاست، معاشیات، خاندان) |
| زبان | عبرانی، سریانی وغیرہ | عربی (محفوظ اور فصیح) |
| تواتر | نقل متواتر سے ثابت نہیں | پوری طرح متواتر، لاکھوں حفاظ نے یاد کر رکھا ہے |
| نام | نام انبیاء کے نام سے منسوب | نام اللہ کا (القرآن) یعنی پڑھی جانے والی چیز |

**تحریف کا ثبوت:**

موجودہ بائبل میں بہت سی تضادیں، تاریخی غلطیاں، اور انبیاء کے بارے میں نامناسب باتیں لکھی ہیں۔ مثال: حضرت لوط علیہ السلام کی شراب نوشی اور اپنی بیٹیوں سے بدکاری کا الزام (مسترد)۔ قرآن نے ان کی پاکیزگی کو بحال کیا۔ نیز بائبل کے کئی نسخے، مختلف ترجمے، اور کئی کتابوں کا مجموعہ ہے۔

**قرآن کا فضل:**

اللہ نے فرمایا:

**"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"**

ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا اور ہم اس کے محافظ ہیں۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

**نتیجہ:**

مسلمان ہر اس کتاب پر ایمان رکھتا ہے جو اللہ نے نازل فرمائی، لیکن وہ عمل صرف قرآن کے مطابق کرتا ہے کیونکہ سابقہ کتب یا تو منسوخ ہو چکی ہیں یا تحریف شدہ ہیں۔ قرآن آخری اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔